OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AOU)
ISSN (Print): 1992-8556
mei.aiou.edu.pk
iri.aiou.edu.pk

عہد رسول ﷺ میں امن کا قیام اور استحکام: سیرت طیبہ کی روشنی میں

(Establishment peace and stability in the era of Holy prophet (PBUH) in light of *Seerat e Tayyaba*)

***ڈاکٹر محمد سجاد**
چیئرمین، شعبہ ایمانیات وعبادات بین المذاہب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
****عرفان قیصر**
پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، نمل اسلام آباد

ABSTRACT

Islam is a religion of peace and prosperity, it demands from individuals to live and spread peace. Which means to provide such environment where anyone (human, animal & plants etc.) can live his life without any threat. The last Prophet Muhammad (صلى الله عليه وآله وسلم) initiated peace in his society, later on for whole world. In this study I discussed the peace with the context of Holy Quran and Sunnah of the Last Prophet Muhammad (صلى الله عليه وآله وسلم). His vision of peace and action plan towards establishment & stability of peace during his life period. And proved that the Prophet Muhammad (صلى الله عليه وآله وسلم) eliminated feud & fiction from his society and established the peace.
Thus, this study unfolds the Prophetic vision & strategy for spreading peace in this world. So, it is necessary to follow the life of the last Prophet Muhammad (صلى الله عليه وآله وسلم) to establish global peace.

Keywords: Peace, establishment of peace, prophetic period, prophetic vision of peace, prophetic society, global peace

اسلام کا تعلق سلامتی اور ایمان سے ہے۔ ان دونوں الفاظ کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اور مومن امن و سلامتی کا پیکر ہو۔اس کی زندگی کا مقصد دنیا سے فتنہ وفساد، بدامنی اور دہشت گردی، ظلم وبربریت، وحشت وسفاکی کو ختم کرکے عدل وانصاف کا بول بالا کرکے ساری دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارا بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اقوام عالم کو اسلام کا آخری پیغام دیا تو اس وقت کی دنیا کی نقشہ کشی کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے خشکی اور سمندر میں ہر طرف فساد برپا تھا۱ یعنی دنیا میں کوئی گوشہ، کوئی کونہ، خشکی اور تری کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں امن وآشتی کی کوئی لہر موجود ہو جہاں صلح وعافیت کی کوئی سوچ پروان چڑھ رہی ہو، جہاں سلامتی اور سعادت کی ہوا چل رہی ہو بلکہ واقعہ یہ تھا کہ ساری دنیا میدان کارزار بنی ہوئی تھی اور ہر طرف دہشت گردی، ظلم اور بربریت کا دور دورہ تھا۔اہل عرب کی حالت یہ تھی کہ تم آگ کے گڑھے کے کنارے

تک پہنچ چکے تھے، خدا نے تم کو اس سے بچالیا۔[۲] اور اسی بات کو نبوت کی ایک تمثیل میں بیان کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میری اس دعوت و ہدایت کی مثال جس کے ساتھ مجھے دنیا میں بھیجا گیا ہے، ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی، جب اس کی روشنی گرد و پیش میں پھیلی تو وہ پروانے اور کیڑے جو آگ پر گرا کرتے ہیں، ہر طرف سے امنڈ کر اس میں کودنے لگے، اسی طرح سے، تم آگ میں گرنا اور کودنا چاہتے ہو، اور میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر تم کو اس سے بچاتا اور علیحدہ کرتا ہوں[۳]۔'' آپ نے بعثت کے بعد ظلم و بربریت سے معمور دنیا کو جو سب سے پہلا پیغام دیا وہ لا اله الا الله کا تھا۔ عقیدہ توحید کے ساتھ امن عالم کے قیام کے لیے آپ نے جو دوسرا انقلاب آفریں سبق انسانیت کو پڑھایا وہ وحدت نسل انسانی کا سبق تھا۔ آپ نے قرآن کے الفاظ میں اعلان فرمایا: لوگو، ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، تمہارے خاندان اور قبائل اس لیے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، تم میں سے اللہ کے ہاں عزت والا وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے''۔[۴]

قرآن مجید میں امن کے بارے میں احکامات

قرآن کا موضوع انسان اور اس کے تمام مسائل ہیں۔ قرآن مجید انسان کے تمام مسائل کا پائدار حل مہیا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں امن کا لفظ عام طور پر خوف کے مقابلے میں استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید میں مجموعی طور پر سینکڑوں مرتبہ امن کا مفہوم بیان ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے پہلا گھر جو بسایا وہ مکہ ہے اور اس کی یہ اہمیت ہے کہ اسے امن والا شہر قرار دیا گیا۔ اس میں داخل ہو جانا تمام خطرات سے محفوظ ہو جانا ہے۔ شہر مکہ کو جائے امن قرار دینا اس بات کی علامت ہے کہ خدا امن کو پسند کرتا ہے۔ خدا نے مکہ کو امن والا شہر بنا کر رول ماڈل دیا ہے اور انسانیت کو یہ سبق دیا ہے کہ باقی تمام دنیا کو امن کا گہوارا بنائیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ﴾[۵]

(اور قسم ہے اس امن والے شہر کی)۔

دوسرے مقام پر اللہ تبارک و تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر کیا جو انہوں نے مانگی اور پھر اس دعا کی قبولیت ہوئی اور رب نے اس شہر کو تا قیامت، انسانوں کے لیے امن کا گہوارا بنا دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا﴾[۶]

(اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! اسے امن والا شہر بنا دے)۔

پھر اسی موضوع کو قرآن مجید میں دوسرے مقام پر یوں بیان کیا گیا:

﴿أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا﴾[۷]

(کیا ہم نے انہیں امن و امان اور حرمت والے حرم میں جگہ نہیں دی)۔

حرم کو جائے امن قرار دینے کے بعد یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ جو کوئی بھی اس میں داخل ہو جائے گا امن میں آجائے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد مبارک ہے:

﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾[8]

(اور جو کوئی اس میں داخل ہو گیا امن میں آگیا)۔

قرآن مجید پوری انسانیت کو امن کا درس دیتا ہے۔ قرآن مجید نے دنیا میں امن قائم کرنے کے جو اصول بیان کیے ہیں اگر ان اصولوں کی روشنی میں چل کر زندگی گزاری جائے تو یہ دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن احکامات کی بجاآوری کا حکم دیا وہی قیام امن کے ذرائع ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾[9]

(اور اللہ تعالیٰ سلامتی والے گھر کی طرف تمہیں بلاتے ہیں اور اللہ جسے چاہتے ہیں راہ راست پر چلنے کی توفیق عطاء فرماتے ہیں)۔

جان ومال اور عزت و ناموس کی امن وسلامتی

قرآن مجید نے معاشرہ میں امن امان کے قیام کے لیے درج ذیل اقدامات کیے ہیں:

اسلام میں نہ صرف مسلمانوں کے لیے امن وامان کا حکم ہے بلکہ مشرکین جو خدا کے ساتھ غیروں کو شریک کرتے ہیں ان کے لیے بھی امن وامان کا حکم ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ﴾[10]

(اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دے)۔

شریعت اسلامیہ میں ہر طبقے کے لیے امن وامان کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے لڑنے تک کا حکم دیا گیا ہے اور اسلام کا مقصود یہ ہے کہ یہ غریب طبقے مکمل طور پر امن وامان میں رہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد مبارکہ ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ﴾[11]

(بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتواں مردوں، عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد نہ کرو؟)

دنیا میں امن وسلامتی کے جو ذرائع ہیں ان پر عمل پیرا ہونا نہ صرف دنیاوی زندگی میں قیام امن کا باعث ہیں بلکہ یہ اخروی زندگی میں بھی کامیابی کا ایک ذریعہ ہیں۔ ان ذرائع میں درگزر، معافی اور نیکی شامل ہیں جن سے معاشرہ میں امن کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾[12]

(تو معاف فرماتے رہیے ان کو اور در گزر فرمایئے بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو۔امن کا پہلا اصول ہی یہ بیان ہوا ہے کہ ایمان اور عمل صالح کروگے تو تمہیں امن دیا جائے گا۔اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ جن لوگوں نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کیے تو انہیں امن بخشا گیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا﴾[۱۳]

(اور انہیں اس دین کا استحکام دے گا جو اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ضرور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا)۔

حسب ذیل ایک اور آیت میں بھی دنیا اور آخرت میں حصول امن کا ایک ضابطہ بتا دیا گیا ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾[۱۴]

(در حقیقت تو امن انہی کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا)۔

جس معاشرہ میں بدامنی ہو جاتی ہے اس معاشرہ میں انسان کی قدر و قیمت ختم ہو جاتی ہے۔انسانی جان کی حرمت اور قدر و قیمت دین اسلام نے ہی بتائی، اسلام نے انسان کو قابل احترام قرار دیتے ہوئے اس کے قتل کو تمام انسانیت کا قتل قرار دیا۔

امن ایک بہت بڑی نعمت ہے۔قرآن نے اسے عطیہ الٰہی کے طور پر ذکر کیا ہے۔اور فرمایا کہ اہل قریش کو اس گھر کے رب کی عبادت کرنی چاہئے جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف میں امن دیا۔

﴿الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ﴾[15]

(جس رب نے انہیں بھوک سے بچایا کھانا کھلایا اور خوف وہراس سے امن دیا)۔

احادیث نبویہ میں امن کے بارے میں احکامات

رسول اللہ ﷺ کی پوری حیاتِ مبارکہ، محبت، پیار، انس، امن و اخوت، صبر، عفو و در گزر اور رواداری کا عمدہ نمونہ ہے، آپ ﷺ نے ہمیشہ ظلم کی مخالفت کی اور امن وامان اور پیار و محبت کی تلقین کی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات معاشرے میں انس و محبت، اخوت، اتحاد، باہمی اشتراک و تعاون کا درس دیتی ہیں۔آپ ﷺ نے ہمیشہ انسان کا احترام اس کے انسان ہونے کی وجہ سے کیا۔ گویا آپ ﷺ کی نظر میں سب سے اونچا مقام انسانیت کا ہے، چاہے انسان کا تعلق کسی بھی فرقے، رنگ اور نسل سے ہو۔آپ ﷺ نے انسانیت کا شعور اجاگر کیا اور دنیا کے تمام انسانوں کو پرامن بقائے باہمی کا درس دیا۔آپ ﷺ نے ظلم، ناانصافی، فتنہ وفساد، طنز و حقارت اور دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے ہدایات دیں جو تا قیامت انسانوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔آپ ﷺ امن و سلامتی کے قیام کی خاطر مختلف ارشادات فرمائے جن کا ذیل میں ہم ذکر کرتے ہیں:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ'' [۱۶]

(بہتر مسلمان وہ ہے جس زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں)۔

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ'' [۱۷]

(نبی ﷺ نے فرمایا! جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا)۔

عرب معاشرہ تشدد، ظلم و وحشت اور سفاکی سے بھرپور معاشرہ تھا، لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو امن و سلامتی عام کرنے پر زور دیا۔

''عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أفشوا السلام تسلموا'' [۱۸]

(براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم سلامتی کو عام کرو (اس عمل سے) تم بھی سلامتی میں ہوگے)

اِس حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امن و سلامتی عام کرنے پر زور دیا اور انہیں یہ نوید دی کہ اس طرح تم بھی دائرۂ امن میں آجاؤ گے۔ احادیث مبارکہ میں متعدد مقام پر ظلم و جبر سے بچنے پر ،پر امن زندگی گزارنے، فتنہ و فساد سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُ'' [۱۹]

(ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم قیامت کی بدترین تاریکیوں کا ایک حصہ ہے، نیز بخل و تنگ نظری سے بچو اس چیز نے تم سے پہلے بہتوں کو ہلاک کیا ہے اسی مرض نے ان کو خونریزی اور حرام کو حلال جاننے پر آمادہ کیا)

حقوقِ انسانی کے تحفظ کے لئے اسلام نے سب سے پہلے جو کام سرانجام دیا وہ نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا میں امن و امان کا قیام تھا کیونکہ فتنہ و فساد، خوں ریزی اور قتل و غارت گری اللہ اور اس کے رسول کو قطعاً پسند نہیں۔ اسلام نے امن و سلامتی کے فروغ کے لئے جو اقدامات کئے ان میں حقوق و فرائض کا تعین ہے جو کہ ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی میں ہمارے لئے تحفظ کا ضامن ہے۔ اسلام نے ماں باپ کے حقوق کے علاوہ قرابت داروں کے حقوق، ہمسایہ کے حقوق، یتیموں کے حقوق، بیوہ کے ساتھ حسنِ سلوک، حاجت مندوں کے حقوق، غلاموں کے حقوق، مہمان کے حقوق اور دیگر متعلقہ لوگوں کے حقوق کو بڑے واضح انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح نہ صرف مسلمانوں کے باہمی حقوق بلکہ پوری انسانی برادری تک کے حقوق کا تعین اور تحفظ کیا ہے۔ امن عالم کی سب

سے بڑی مثال خطبہ حجتہ الوداع ہے جسے آپ ﷺ نے ایک لاکھ سے زائد انسانوں کے سامنے دیا یہ خطبہ انسانی حقوق کا وہ عظیم منشور ہے جسے دنیا کی کوئی قوم پیش نہ کر سکی۔ اس روز نسل، زبان اور رنگ کے فخر و مباہات اور تعصّبا تموقوف ہو گئے۔ اِستحصال، سُود، رشوت، بد عنوانی، نفرت، منافقت، ظلم و تشدد کا خاتمہ کیا گیا، جان، اور عزت وآبرو کو محفوظ و محترم قرار دیا گیا۔ جاہلیت کے تمام خون معاف کر دیے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تمام انسان برابر ہیں، کسی عربی کو عجمی پر، کسی گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں سوائے تقوی کے۔ اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کا مال ہتھیائے۔ تمہارے خون، مال اور عزت ایک دوسرے کے لیے ایسے حرام ہیں جیسے تمہارے لیے یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر قابل احترام ہے۔ مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ جاہلیت کے تمام سود اور خون معاف ہیں ہر صاحب حق کو اس کا حق دو، شوہروں اور بیویوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔

آپ ﷺ نے قیدیوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا، زخمی پر حملہ کرنے سے روکا، بھاگنے والے کا پیچھا کرنے کی ممانعت کی، کھیتیوں کو جلانا، سرسبز درختوں کو کاٹنا، مقتولین کی بے حرمتی کرنا وغیرہ کو جرم قرار دیا۔ جنگی قیدیوں کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا سلوک روا رکھا کہ ان کے دلوں میں اخلاق حسنہ کی دھاک بیٹھ جاتی۔ وہ جب رہا ہو کر اپنے قوم و قبیلہ میں چلے جاتے تو اُن کی زبانیں مرسل اعظم کی مدح طراز ہو جاتیں، اسی طرح فتح مکہ کے بعد مکہ پر مکمل تسلط و غلبہ کے باوجود آپ کی طرف سے عام معافی کا اعلان ایک ایسا تاریخی کارنامہ ہے جسے رہتی دنیا تک بھلایا نہیں جاسکتا۔ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ یہ کہ صرف بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو امان دیا بلکہ ہر اس شخص کو امان دے دیا جنہوں نے امان چاہا بلکہ انہیں بھی امان دے دیا جو حضرت ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گئے اور قیدیوں کو بغیر فدیہ کے آزادی کا پروانہ عنایت فرمایا۔

فتنہ و فساد کی مذمت قرآن مجید کی روشنی میں

اسلام قتل و خونریزی کے علاوہ فتنہ انگیزی، دہشت گردی اور جھوٹی افواہوں کی گرم بازاری کو بھی سخت ناپسند کرتا ہے وہ اس کو ایک جارحانہ اور وحشیانہ عمل قرار دیتا ہے۔ اور فتنہ و فساد کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ اسلامی ریاست میں امن وامان قائم کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہوتی ہے۔ جب امن وانتظام قائم کرنے کی ذمہ داری اسلامی حکومت کی ہو، اس کے اندر بدامنی پیدا کرنے کو خدا اور رسول سے جنگ قرار دیا گیا ہے۔ ایک پر امن نظام کے خلاف بغاوت کرنا فتنہ و فساد کو جنم دینا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾[20]

(جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی انکی دنیاوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے)۔

فتنہ وفساد، قتل سے بھی بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فتنہ پورے معاشرے میں تباہی مچاتا ہے۔

﴿وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ﴾[۲۱]

(فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے)۔

معاشرے میں بدامنی اور فساد و بے چینی کا ایک سبب معاشرتی، معاشی اور سیاسی شعبوں میں ظلم و زیادتی اور حقوق کی پامالی بھی ہے۔ ظالم اپنے اقتدار، معاشرتی برتری، یا معاشی شعبے میں بالادستی کی بنا پر دوسروں کو زیادتی کا نشانہ بناتا ہے۔ ان کا استحصال کرتا ہے تو متاثرہ افراد یا طبقات احتجاج کرتے ہیں۔ اگر احتجاج غیر مؤثر ہو جائے تو وہ ظالم سے خود نمٹنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں معاشرہ بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسلام اس سلسلے میں معاملات کو جڑ سے پکڑتا ہے اور لوگوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ حقوق کی عدم ادائیگی دنیوی اعتبار سے قابل دست اندازی آئین و قانون ہے اور آخرت میں بھی قابل مؤاخذہ جرم قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے آپ کو مظلوم کی بد دعا سے بچاؤ کیونکہ مظلوم کی آہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی آڑ اور رکاوٹ نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا"[۲۲]

(آپ ﷺ نے فرمایا! اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم)۔

صحابہؓ نے عرض کی کہ مظلوم بھائی کی تو مدد سمجھ میں آتی ہے، ظالم کی مدد کیسے کی جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ روکنا اور اسے ظلم سے باز رکھنا اس کی مدد ہے

قیام امن کے لیے اقدامات (ایجابی پہلو) مامورات

۱۔ نظام عدل کا قیام

عدل ایک وسیع المعنی لفظ ہے جس کا مفہوم ہے توازن، تناسب، مساوات، انصاف، ہم آہنگی اور افراط و تفریط سے اجتناب اور لوگوں سے تعلقات ان بنیادوں پر قائم کرنا جن سے ہر فرد کو جائز حق مل سکے۔ اسلام میں عدل و انصاف کا دائرہ اجتمائی اور باہمی معاملات تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ ہر شعبہ زندگی میں اور انسانی کردار کی ہر سطح پر عدل کا نفاذ چاہتا ہے۔ اسلام میں عدل و انصاف کی حدود اس قدر وسیع ہیں کہ دینی امتیاز اور مذہبی تفریق سے بھی بالاتر رہتے ہوئے زندگی کے عالمگیر اور آفاقی اصول کی حیثیت سے اس کی تکمیل کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾[۲۳]

(اور اگر تم فیصلہ کرو تو ان میں عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقیناً عدل والوں کے ساتھ اللہ محبت رکھتا ہے)۔

پیر محمد کرم شاہ اس آیت کی تفسیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''ایک مسلم ریاست میں، ایسے امور جن کا تعلق ملک کے داخلی امن و امان یا خارجی سلامتی کے ساتھ ہے تو ایسے معاملات میں مسلمان قاضی فیصلہ کرے گا کیونکہ اگر معاملات میں تساہل اور غفلت روا رکھی جائے تو فتنہ فساد کے پھیلنے کا اندیشہ ہے۔۔۔جب فیصلہ کیا جائے تو عدل و انصاف کو پیش نظر رکھا جائے کسی کا یہودی یا منافق اور دشمن دین ہونا اس پر ظلم کرنے اور اس کا حق ضائع کرنے کے لیے وجہ جواز نہیں بن سکتا''۔[۲۴]

۲۔انسان کی جان ومال اور عزت وآبرو کا تحفظ

اسلام انسان کی جان و مال اور عزت وآبرو کی مکمل ضمانت دیتا ہے۔انسانی جان کی اس قدر اہمیت ہے کہ ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے۔اسلام میں جس طرح انسانی جان کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے اسی طرح انسان کے مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی ضمانت بھی دی گئی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد مبارکہ ہے:

﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾[۲۵]

(اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے)۔

۳۔۔کمزور اور محروم طبقات کے حقوق

اسلام نے قیام امن کے لیے محروم طبقات کے حقوق کا اعلان کیا ہے۔جب تک معاشرے کے محروم طبقوں کو ان کے تمام حقوق نہیں دیے جاتے معاشرے میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔

۴۔صلہ رحمی، خیر خواہی اور صلح کا حکم

شریعت اسلامیہ میں قیام امن کی خاطر صلہ رحمی، خیر خواہی اور صلح کا حکم دیا گیا ہے، جس معاشرہ میں قطع رحمی ہو گی اس معاشرہ میں کبھی بھی امن قائم نہیں ہو گا۔خیر خواہی کی جگہ بد خواہی اور صلح کی بجائے جھگڑا ہو گا تو امن کا قیام ممکن نہیں ہو گا۔یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ میں قیام امن کی خاطر صلہ رحمی، خیر خواہی اور صلح کا حکم دیا گیا ہے۔صلہ رحمی کی ایک خاصیت ہے جس کی وجہ سے معاملات آسان ہو جاتے ہیں، اخلاق عمدہ ہو جاتا ہے، اور زندگی برکت و سعادت والی بن جاتی ہے۔اس کے برعکس قطع رحمی دنیا میں بد بختی، بدمزگی، شر و فساد، کڑھن، بغض و عداوت اور نفرت کا باعث ہے، اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے، جس سے انسان اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ قطع رحمی سے فساد پیدا ہوتا ہے اور معاشرہ بد امنی، بد انتظامی، معاشرتی بگاڑ اور تنزلی کی طرف جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کو خیر کی وصیت کی ہے۔چنانچہ فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾[26]

(اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے)۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"تعبد الله، ولا تشرك به شيئا، وتقيم الصلاة، وتؤتي الزكاة، وتصل الرحم"[۲۷]

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سنو) اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراو۔ نماز قائم کرو۔ زکوۃ دو اور صلہ رحمی کرو)۔

اسلام میں صلح کی اہمیت بہت زیادہ ہے، کیونکہ صلح قیام امن میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے حیات مبارکہ میں ہمیشہ صلح سے کام لیا اور تاریخ گواہ ہے کہ معاشرے کو بہت بڑے فساد سے بچایا۔ تنصیب حجر اسود کے واقع میں آپ ﷺ نے صلح کے ذریعہ سے قبائل عرب کو بہت بڑے فتنہ و فساد سے بچایا۔ صلح کی اہمیت اس قدر ہے کہ کہ کافر بھی صلح کی طرف مائل ہوں تو ان سے صلح کی جائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾[28]

(اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ یقیناً وہ سننے جاننے والا ہے)۔

۵۔ اتفاق اور اتحاد

قیام امن کا ایک بہترین ذریعہ اتفاق و اتحاد ہے، اتحاد امن عالم کی ضمانت ہے، اتحاد کے بغیر کسی قسم کا امن ممکن نہیں۔ قرآن مجید انسانوں کو اتفاق و اتحاد کا درس دیتا ہے۔ اتفاق و اتحاد ایک فولادی قوت ہے، ترقی اور عروج کا سبب ہے اور اختلاف انتشار کمزوری، پسپائی اور زوال کا باعث بنتا ہے، دنیا کا سارا نظام اتفاق و اتحاد پر چل رہا ہے۔ جن ممالک میں اتحاد نہیں ان میں خانہ جنگی ہے۔ دنیا کی ساری چیزوں میں اتحاد و اتفاق پایا جاتا ہے۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے، انسانوں کے اندر اتفاق و اتحاد کا ہونا انسانیت کی علامت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد مبارکہ ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾[۲۹]

(اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب ملکر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو)۔

۶۔ اخوت اور بھائی چارہ کا حکم

اخوت اور بھائی چارہ ایک عام معاشرے کا جزو لازم ہے اور مسلم معاشرے میں اسکی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ باہمی محبت، مدد کا جذبہ، ہمدردی اور تعاون کرنے کا داعیہ ہی مسلم معاشرے میں خدا پرستی کے ساتھ ساتھ تعلق بالعباد کی بنیادیں مضبوط کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

((یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے)۔

امن عالم کو تہہ و بالا کرنے کا آغاز فرد کے فرد سے تعلقات کی کشیدگی سے ہوتا ہے۔ اسلام نے افراد کے باہمی تعلقات کو کشیدہ کرنے والے تمام امور کو یکسر منع کرتے ہوئے ایسے تعلقات کی بنیاد رکھی جس میں تمام بنی نوع انسان کا باہمی برادرانہ اور مساویانہ رشتہ قائم کر دیا: چنانچہ فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَيَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾[31]

(اے ایمان والو، کوئی قوم دوسری قوم سے مذاق نہ کرے، شاید وہ ان سے معتبر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے، شاید وہ ان سے بہتر ہوں، نہ ایک دوسرے کو عیب لگائیں اور نہ چڑانے کے لیے ایک دوسرے کے نام ڈالیں۔ ایمان لانے کے بعد نافرمانی کرنا برا نام ہے، جو کوئی توبہ نہیں کرتا وہی ظالموں میں سے ہے۔ اے ایمان والو، بدگمانی سے بچو، بدگمانی بسااوقات گناہ ہوتی ہے، کسی کے بھید نہ ٹٹولو، اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، بھلا کوئی یہ پسند کرسکتا ہے کہ اپنے بھائی کا مردہ گوشت کھائے، اس سے تمہیں گھن آتی ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے)۔

اس کے برعکس یہ بتایا کہ تمام بنی نوع انسان کا آپس میں برادرانہ رشتہ ہے سب ایک مرد اور ایک عورت کی اولاد میں سے ہیں اور اگر کسی وقت ان میں کوئی اختلاف ہو جائے تو ان میں مصالحت کروائی جائے اور اختلاف کو ختم کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى"[32]

(لوگو، تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں)

۷۔ قانون کی پاسداری

کسی بھی معاشرے میں امن قائم کرنے کے لیے قانون کی بالادستی ضروری ہے۔ جن معاشروں میں قانون کی بالادستی نہیں ہوتی وہاں جنگل کا قانون رائج ہو جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے قانون کی رٹ قائم رکھنے پر زور دیا

ہے اور ایسا نہ کرنے والوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے داخلی امن و استحکام اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک تمام افراد معاشرہ پر یکساں قانون لاگو نہ ہو۔ جرائم کی نوعیت کو مد نظر رکھ کر سزا تجویز کی جائے۔ اور یہ سزا سب لوگوں کے لیے یکساں ہو۔ کوئی شخص قانون سے بالاتر نہ ہو۔ قانون کی پاسداری سے متعلق قرآن مجید میں ارشاد مبارکہ ہے:

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾[۳۳]

(اور جو اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ کافر ہیں)۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾[۳۴]

(اور جو اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں)۔

تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾[۳۵]

(اور جو اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں)۔

دور حاضر میں ان آیات کا اطلاق قوانین نافذ کرنے والوں پر ہوتا ہے۔ قوانین نافذ کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ قرآن سنت کے مطابق قوانین مرتب کریں۔ اور عوام کو قرآن سنت کے مطابق بنائے ہوئے قوانین کی پیروی کرنی چاہیے۔ اگر تو قوانین قرآن و سنت کے مطابق بنے ہوئے ہیں تو فبھا اور اگر قوانین قرآن و سنت کے مطابق نہیں بنے ہوئے تو قانون مرتب کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ حکم کے مطابق قانون بنائیں۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرنا اور خدائی قوانین کو ترک کرنا کفر و معصیت ہے۔ دور حاضر میں خدا کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل درآمد نہیں ہو رہا اور انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کیا جاتا ہے۔ قانون مرتب کرنے والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قوانین میں تبدیلی لائیں اور خدا کے نازل کردہ حکم کے مطابق قوانین مرتب کریں اور پھر انسانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اللہ کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کریں۔

۸۔ حدود کا نفاذ

اسلام میں شرعی حدود کا نفاذ بھی قیام امن کی خاطر کیا گیا ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾[36]

(جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ

دیئے جائیں۔ یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی انکی دنیاوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے)۔

حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

''شریعت نے بعض جرائم پر حدود مقرر کی ہیں یہ وہ جرائم ہیں جن کی وجہ سے دنیا میں فتنہ اور فساد پیدا ہوتا ہے اور مسلم معاشرے کا امن اور سکون غارت ہو جاتا ہے۔ دوسرے ان جرائم کے بار بار ارتکاب سے نفس انسانی کو ان جرائم کی لت پڑ جاتی ہے پھر اس جرم سے باز رکھنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ اکثر اوقات بیچارے مظلوم کے لیے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ ان مجرموں کے مقابلے میں اپنا تحفظ کر سکے۔ اس طرح کے جرائم کے خاتمے کے لیے محض آخرت کے خوف اور وعظ و تلقین سے کام نہیں چلتا بلکہ اس کے لیے سخت سزاوں کا نفاذ ضروری ہے''۔[۳۷]

قیام امن کے لیے اقدامات (سلبی پہلو) منہیات

ا۔ فتنہ و فساد کی ممانعت

قیام امن کی راہ میں بڑی رکاوٹ فتنہ و فساد ہے۔۔ فریب، دھوکہ دہی اور منافقت ایسے ذرائع ہیں جو قیام امن کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ اور یہ اسباب فساد کا باعث بنتے ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے ایسے تمام امور جو فساد پر منتج ہوتے ہیں، قابل مذمت ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴾[۳۸]

(اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم صرف اصلاح کرنے والے ہیں، خبردار رہو! یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں)۔

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

''زمین میں فتنہ و فساد جن چیزوں سے پھیلتا ہے ان میں کچھ تو ایسی ہیں جن کو ہر شخص فتنہ و فساد سمجھتا ہے جیسے قتل و غارت گری، چوری، دھوکہ، فریب، بدکاری وغیرہ، ہر سمجھدار آدمی ان کو شر و فساد سمجھتا ہے اور ان سے بچتا ہے، لیکن کچھ چیزیں بظاہر فتنہ و فساد نہیں ہوتیں مگر ان کی وجہ سے انسانوں کے اخلاق برباد ہو جاتے ہیں اور اس طرح اخلاقی گراوٹ فتنوں اور فسادوں کے دروازے کھول دیتی ہے، ان منافقین کا بھی یہی حال تھا کہ چوری ڈاکہ بدکاری وغیرہ سے بچتے تھے اسی لیے بڑے زور سے اپنے مفسد ہونے کا انکار اور مصلح ہونے کا اثبات کیا''۔[۳۹]

۲۔ فرقہ واریت کی ممانعت

نوع انسانی کا اصل دین وہی دین فطرت ہے جو خدا کا نازل کردہ ہے۔ یہ دین، دین توحید ہے۔ اس وقت جتنے مذاہب دنیا میں پائے جاتے ہیں یہ سب کے سب اس اصلی دین میں بگاڑ آنے سے رونما ہوئے ہیں، اور یہ بگاڑ اس لیے آیا

ہے کہ مختلف لوگوں نے فطری حقائق پر اپنی اپنی نو ایجاد باتوں کا اضافہ کرکے اپنے الگ دین بناڈالے، اور ہر ایک اصل حقیقت کے بجائے اس اضافہ شدہ چیز کا گرویدہ ہو گیا جس کی بدولت وہ دوسروں سے جدا ہو کر ایک مستقل فرقہ بنا تھا۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ﴾[۴۰]

(بیشک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے)۔

فرقہ واریت کی اس قدر ممانعت ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دوسروں کو چاہیے کہ وہ آپس میں صلح کروائیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾[41]

(تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے)۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ فَارَقَ الجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ، إِلَّا مَاتَ مِیتَةً جَاهِلِیَّةً''[۴۲]

(جو جماعت سے ایک بالشت بھی دور ہوا وہ جاہلیت کی موت مرا)۔

فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے اسلام نے جو ایک اہم ترین قدم اٹھایا ہے وہ تکفیریت کی ممانعت ہے۔ اسلام مذہبی بنیادوں پر ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کی مذمت کرتا ہے۔ فرقہ بندی کرکے ایک دوسرے کو کافر قرار دینا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

۳۔ غرور و تکبر کی مذمت

کبر و غرور کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسرے سے بڑا سمجھے اور اس بڑائی کے اظہار کو تکبر کہتے ہیں۔ تکبر ایک ایسی صفت ہے جس کا مستحق صرف اللہ کی ذات ہے اگر مخلوق کا کوئی فرد اس کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

﴿لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ﴾[43]

(بیشک و شبہ اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کو، جسے وہ لوگ چھپاتے ہیں اور جسے ظاہر کرتے ہیں، بخوبی جانتا ہے۔ وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا)۔

۴۔ ظلم اور تشدد کی ممانعت

معاشرے میں بدامنی اور فساد کا سبب ظلم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ القِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ القِيَامَةِ"[۴۴]

(مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔اور جو کسی مسلمان کی حاجت پوری کرتا ہے تو اللہ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔اور جو کسی مسلمان سے تکلیف دور کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کی تکالیف دور کرتا ہے۔اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا)۔

۵۔ حقوق سے محروم نہ کرنا

فتنہ و فساد کا ایک بڑا سبب لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنا ہے۔روٹی، کپڑا اور مکان ہر شخص کا بنیادی حق ہے، جو کوئی یہ حق چھیننے کی کوشش کرتا ہے گویا وہ لوگوں کا بنیادی حق چھین کر فتنہ و فساد پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ان حقوق کے علاوہ انسان کے جتنے بھی حقوق ہیں اسلام ان سب کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔اسلام نہ صرف انسانوں کا تحفظ کرتا ہے بلکہ جانوروں کو نقصان پہنچانے کی بھی ممانعت کرتا ہے۔ملک میں خوف و ہراس پھیلانا، بے گناہوں کو قتل کرنا، املاک تباہ کرنا، ایسے واقعات انسانی معاشرہ میں امن کو تباہ کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اس لئے املاک اور حیوانات کو نقصان پہنچانے کی قرآن مجید میں شدید مذمت کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ﴾[۴۵]

(جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے)۔

۶۔ غصہ اور اشتعال کی ممانعت

غصہ وہ بنیادی جڑ ہے جو فتنہ و فساد کا سبب بنتی ہے۔غصہ وہ عمل بد ہے جو شیطان کے اشتعال کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔قیام امن کے لئے اٹھائے گئے اقدامات میں سے ایک اہم قدم غصہ اور اشتعال کی ممانعت ہے۔تیز و تند جذبات کے مواقع پر تحمل و بردباری سے کام لینا اور اپنی قوت برداشت پیدا کرنا ہی عقل مندی ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾[۴۶]

(غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے)۔

انسان ہر معاملے میں اعتدال سے کام لے اور میانہ روی اختیار کرے اور شدت پسندی اور عدم برداشت سے باز رہے تو معاشرہ پر امن اور فتنہ و فساد سے پاک ہو سکتا ہے۔قرآن مجید فرقان حمید میں برداشت اور تحمل کے معاملے میں واضح ہدایات موجود ہیں۔قرآن مجید جگہ جگہ پر تحمل کا حکم دیتا دراصل صبر و تحمل ہی معاشرے میں پائیدار امن کی ضمانت ہےاگر قرآنی تعلیمات پر عمل کرکے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا جائے تو معاشرہ ایک پر امن اسلامی معاشرہ بن سکتا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾[۴۷]

(اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے)۔

۷۔فحاشی، عریانی اور بے حیائی کی ممانعت

فتنہ و فساد اور بد امنی کا ایک بڑا سبب فحاشی و عریانی اور بے حیائی بھی ہے۔۔فحاشی اور عریانی نے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ٹی وی ،اخبار،رسائل،جرائد،ٹوئٹر، فیس بک اور اسی طرح کے دیگر ذرائع کی مدد سے معاشرے کو بری طرح مفلوج کرکے رکھ دیا گیا ہے۔۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾[۴۸]

(مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یہ ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبر دار ہے)۔

۸۔سود، رشوت اور بد دیانتی کی ممانعت

معاشی فساد کا ایک سبب سودی نظام بھی ہے۔قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾[۴۹]

(اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے)۔

معاشی فسادات اور بد امنی کا ایک سبب قمار یعنی جواء بھی ہے ،اس میں ظالمانہ طریقے سے مال کمایا جاتا ہے۔معاشرہ میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ ان کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں نہ کہ صرف ان کی زندگیاں برباد ہوتی ہیں بلکہ ان کی وجہ سے پورا معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔جوئے کی مذمت میں قرآن میں ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[۵۰]

(اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو)۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾[۵۱]

(شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کہ ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرادے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تمہیں باز رکھے سو اب بھی باز آجاؤ۔

حواشی و حوالہ جات

١- سورۃالروم ٣٠: ۴١

٢ - سورۃآل عمران٣:٣ ١٠

٣- البخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح ،کتاب الایمان،الرقائق، باب الانتها عن المعاصی

٤- سورۃالحجرات۴٩: ١٣

٥- سورۃالتین٣:٩٥

٦- سورۃالبقرۃ١٢٥:٢

٧- سورۃالقصص ٢٨: ۵٧

٨ - سورۃآل عمران ٩٧:٣

٩- سورۃیونس ١٠: ٢۵

١٠- سورۃالتوبۃ٩: ٦

١١- سورۃالنساء۴: ٧۵

١٢- سورۃالمائدۃ۵: ١٣

١٣- سورۃالنور٢۴: ۵۵

١٤- سورۃالانعام ٦: ٨٢

١٥- سورۃالقریش ١٠٦: ۴

١٦- البخاری،محمد بن اسماعیل،الجامعالصحیح ،کتاب الایمان،باب المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ، رقم ٢٧٨۴

١٧- البخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیحکتاب الادب،باب:رحمۃالناس والبهائم،رقم ٣٣٩٨

١٨- احمد، احمد بن حنبل، مسند احمد،حدیث البراء بن عازب۔رقم:٣٢٨٩

١٩- مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح ،کتاب البر والصلہ،باب،تحریم الظلم۔رقم:۴٣٢١

٢٠- سورۃالمائدۃ٣٣:

٢١- سورۃالبقرۃ ٢: ٢١٧

-۲۲ البخاری،محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح،كتاب المظالم والغضب،باب عن اخاک ظالما او مظلوما، رقم ۸۹٤۳
۲۳ - سورۃالمائدۃ ۵:۳۲
-۲٤ الازہری،پیر کرم شاہ ،ضیاالقرآن ،ج ۱،ص۴۷۲۔
-۲۵ سورۃالفرقان ۲۵:۶۸
۲٦ سورۃالنساء۴: ۱
۲۷ البخاری، محمد بن إسماعيل ،الجامع الصحيح، كتاب الزكوة،باب وجوب الزكوة،رقم ۸۵۳۲
۲۸ سورۃالانفال ۸: ٦١
۲۹ سورۃعمران ۳:۱۰۳
۳۰ سورۃالحجرات۴۹:۱۰
۳۱ الحجرات۴۹:۱۱
۳۲ مسند احمد: حدیث۲۳٤۸۹
۳۳ سورۃالمائدۃ ۵: ۴۴
۳٤ سورۃالمائدۃ ۵: ۴۵
۳۵ سورۃالمائدۃ ۵: ۴۷
۳٦ سورۃالمائدۃ۵: ۳۳
۳۷ شاہ ولی اللہ ،حجۃ اللہ بالغہ،حصہ دوم ،ص۱۵۸۔
۳۸ سورۃالبقرۃ ،۲:۱۲،۱۱
۳۹ محمد شفیع،مفتی،معارف القرآن ، ،ج ۱ ،ص۱۲۹۔
٤۰ سورۃالانعام ٦:۱۵۹
٤۱ سورۃالحجرات ۴۹: ۱۰
٤۲ البخاری،محمد بن إسماعيل ،الجامع الصحيح، كتاب الفتن،باب قول النبیﷺ-رقم ۹۸۱۲
٤۳ سورۃالنحل ١٦:۲۳
٤٤ البخاری، محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح،كتاب المظالم والغضب،باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمہ،رقم ۹۷۵۲
٤۵ سورۃالبقرۃ۲:۲۰۵
٤٦ سورۃآل عمران۳ :۱۳۴
٤۷ سورۃالبقرۃ ۲ : ۱۵۵
٤۸ سورۃالنور۲۴: ۳۰
٤۹ سورۃالبقرۃ۲:۲۷۹،۲۷۸
۵۰ سورۃالمائدۃ۵: ۹۰
۵۱ سورۃالمائدۃ۵:۹۱

نیکی اور بدی کی پہچان

قَالَ رَسُولُ اللہ ﷺ

الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ۔

(رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے۔ جو آپ کے دل میں کھٹکے اور آپ ناپسند کریں کہ لوگوں کو اس کی خبر ہو)

(الجامع الصحیح لمسلم: ۲۵۵۳)